فہد چارن*

# اردو لسانیات کا تاریخی پس منظر

## "HISTORICAL BACKGROUND OF URDU LINGUISTICS"

**Abstract:** *This article outlines the historical evolution of Urdu linguistics, highlighting the limited early engagement of Urdu scholars in scientific linguistic inquiry compared to Western Orientalists. Siraj-ud-Din Ali Khan Arzoo is noted as the first to identify linguistic links between Urdu, Persian, and Sanskrit. Insha Allah Khan Insha's Darya-e-Latafat is recognized as the first structured Urdu grammar with sociolinguistic insights.*

*Later scholars like Muhammad Hussain Azad, Syed Ahmad Dehlvi, and Mirza Sultan Ahmad expanded on linguistic issues. The development of Urdu grammar evolved through Arabic, Persian, and European influences, reaching a more scientific stage in the 20th century with contributions from Abdul Haq, Shaukat Sabzwari, Masood Hasan Khan, and Hafiz Mahmood Shirani.*

*The article concludes that early Urdu linguists focused more on literary and historical aspects than on direct engagement with Sanskrit or Indo-Aryan linguistic traditions*

***Keywords:*** *Urdu Linguistics, Arzoo, Insha, Azad, Abdul Haq, Grammar, Sanskrit, Linguistic Evolution*

**تلخیص:** یہ مضمون اردو لسانیات کی تاریخی ترقی کا جائزہ لیتا ہے، اور اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ ابتدائی دور میں اردو علما نے سائنسی لسانی تحقیق میں زیادہ دلچسپی نہیں لی، جب کہ مغربی مستشرقین سنسکرت پر گہرے مطالعے میں مصروف تھے۔ سراج الدین علی خان آرزو کو وہ پہلا مسلمان محقق قرار دیا گیا ہے جنھوں نے اردو، فارسی اور سنسکرت کے مابین لسانی ربط کو پہچانا۔

انشاء اللہ خاں انشاء کی تصنیف دریائے لطافت کو پہلی باقاعدہ اردو صرف و نحو کی کتاب تسلیم کیا گیا ہے، جو زبان کے سماجی و علاقائی پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالتی ہے۔ بعد ازاں، محمد حسین آزاد، سید احمد دہلوی، اور مرزا سلطان احمد جیسے محققین نے اردو کے تاریخی اور عمومی لسانی مسائل پر کام کیا۔

اردو نحو کی ترقی عربی، فارسی اور یورپی اثرات سے ہوتے ہوئے بیسویں صدی میں ایک سائنسی بنیاد تک پہنچی، جس میں مولوی عبدالحق، ڈاکٹر شوکت سبزواری، ڈاکٹر مسعود حسن خاں، اور ڈاکٹر حافظ محمود شیرانی جیسے علما کا نمایاں کردار رہا۔

**کلیدی الفاظ:** اردو لسانیات، آرزو، انشا، آزاد، عبدالحق، قواعد نویسی، سنسکرت، لسانی ارتقا۔

*پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، جامعہ کراچی، کراچی۔

اردو دنیا میں اٹھارویں صدی تک لسانیات میں علمی دل چسپی کا فقدان نظر آتا ہے اہل مغرب جب سنسکرت کے لسانیاتی خصوصیات سے واقف ہو رہے تھے اور اٹھارویں صدی میں مستشرقین ہندوستانی زبانوں کی لسانی تحقیق کے کارنامے سر انجام دے رہے تھے تو اس وقت اردو دان طبقہ ان لسانیاتی سرگرمیوں سے بے خبر تھا۔ افسوس ہے کہ خود برعظیم پاک و ہند میں فارسی اور اردو قواعد نویس پانی کے نام اور اس کے کارناموں سے نا آشنا معلوم ہوتے ہیں۔

## ۱۔ سراج الدین علی خان آرزو

"سراج الدین علی خان آرزو فارسی زبان کے اچھے عالم تھے ان کی تصانیف فارسی زبان میں ہیں۔ اب تک کی تحقیق کے مطابق وہ پہلے مسلمان عالم ہیں جنھوں نے اپنی تصانیف میں جستہ جستہ ہی سہی اردو زبان کی خصوصیات اور سنسکرت اور فارسی زبان میں مماثلت کی نشاندہی کی ہے۔ انھوں نے "نوادرالالفاظ"، "سراج اللغات" اور "مثمر" میں قواعد و زبان اور سنسکرت اور فارسی میں لسانی مشابہتوں پر بحث کی ہے۔ آرزو کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے ہندوستانی زبان کی لسانی تحقیق کی بنیاد رکھی۔ ہندوستانی فلالوجی کے ابتدائی قواعد وضع کیے اور زبانوں کی مماثلت کو دیکھ کر ان کے توافق اور وحدت کا راز معلوم کیا۔ یہ اصول ان کی کتاب "مثمر" میں تفصیل سے ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ لغت کی کتابوں میں جہاں موقع ملتا ہے وہ قواعد زبان کی حیثیت سے خاصی دلچسپی لیتے ہیں۔ آرزو نے اپنے لغات اور دیگر تصانیف میں سنسکرت اور فارسی کی لسانی مماثلتوں کی نشان دہی کی ہے[۲] نوادر الالفاظ میں انھوں نے سنسکرت اور فارسی زبان کے مماثل الفاظ کی فہرست دی ہے اور مماثل ذخیرہ الفاظ کی بنیاد پر لسانی رشتوں کے اصول وضع کرتے ہوئے سنسکرت اور فارسی کو ہم نسب زبانیں قرار دیا ہے۔

## ۲۔ انشاءاللہ خان انشاء

۳۔ ۱۸۰۲ء میں انشاء اللہ خان انشاء کی کتاب "دریائے لطافت" شائع ہوئی جس میں انشاء اللہ خان انشاء نے آرزو کے اس اصول سے مماثل اصول وضع کیا کہ "جاننا چاہیے کہ جو لفظ اردو میں آیا وہ اردو کا ہو گیا خواہ وہ لفظ عربی کا ہو یا فارسی، ترکی ہو سریانی، پنجابی ہو یا پوربی ،اصل کی رو سے صحیح ہو یا غلط وہ لفظ اردو کا لفظ ہے اگر اصل کے موافق مستعمل ہے تو بھی صحیح ہے اور اگر اصل کے خلاف ہے تو بھی صحیح "۔ دریائے لطافت فارسی زبان میں اردو کی قواعد ہے جس کا اردو ترجمہ پنڈت دتاتریہ کیفی نے ۱۹۳۵ء میں کیا۔ اس کتاب میں قواعد اردو کے علاوہ دوسرے مباحث بھی شامل ہیں جو لسانی نقطہ نظر سے اہم ہیں۔ مثلاً دریائے لطافت کے باب اول کی پہلی فصل بہ نام "اردو زبان کی کیفیت"، دہلی کے لہجے اور تلفظ کا امتیازی اختلاف پر بحث"، باب دوم "دہلی کے مختلف فرقوں اور محلوں کی زبان پر بحث"، باب دوم کی

تیسری فصل "خواص کے ذکر میں" جو علاقائی تحتی بولیوں کا فرق ہے اس پر بحث، عورتوں کی زبان اور مردوں کی زبان میں فرق، دہلی کے روزمرہ اور محاورہ اور شہدوں کی زبان۔ انشاء نے ان ابوب میں اردو کی مختلف بولیوں میں فرق وامتیاز کی نشان دہی کی ہے۔ ان مباحث میں انھوں نے دہلی اور لکھنؤ کے مختلف طبقوں، مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والوں، دہلی میں باہر سے آکر آباد ہونے والے کشمیریوں، پنجابیوں ،افغانیوں اور پوربیوں کے لب ولہجے اور روزمرہ ومحاورے میں فرق کی وضاحت کرتے ہوئے بول چال کی زبان سے مثالیں دیں ہیں۔ اس دور میں (انشاء کے دور میں) مردوں اور عورتوں کی زبان میں فرق ہوتا تھا کیوں کہ عورتوں کا سماجی دائرہ محدود تھا جس کا اثر ان کی زبان پر بھی تھا۔ انشاء نے عورتوں کی زبان میں اس فرق کی نشاندہی کی ہے۔ اس طرح انھوں نے ہندو اور مسلمان کی اردو میں اور پڑھے لکھے اور ان پڑھوں کی زبان میں امتیاز کیا ہے۔ دہلی کی زبان پر بیرونِ دہلی کی زبانوں کے اثرات اور مضافاتِ دہلی کی زبانوں پر دہلی کی زبان کے اثرات کی نشان دہی بھی کی ہے۔

## ۳۔ محمد حسین آزاد

محمد حسین آزاد کے دور میں اور اس سے پہلے اردو زبان کو مخلوط زبان تصور کیا جاتا تھا لیکن محمد حسین آزاد نے ان مروجہ قیاسی تصورات کے برعکس اردو کو برج بھاشا کی بیٹی قرار دیا ہے۔ انھوں نے برج بھاشا اور اردو میں لسانی مماثلتوں کی نشاندہی کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ اردو برج بھاشا کی بیٹی ہے۔ محمد حسین آزاد کو اس امر کا شعور ہے کہ ہر زبان کی اپنی مخصوص ساخت ہوتی ہے۔ اردو کے آغاز کے بارے میں جو محمد حسین آزاد کا نظریہ ہے اس کو اس کے بعد میں آنے والے ماہرِ لسانیات نے رد کردیا۔ سخندانِ فارس میں محمد حسین آزاد کے لسانی شعور کا علم ہوتا ہے اس کتاب میں انھوں نے عمومی لسانیات کے مسائل سے تفصیلی بحث کی ہے"ا۔

## ۴۔ سید احمد دہلوی

"مؤلف فرہنگِ آصفیہ سید احمد دہلوی کی ایک کتاب "علم اللسان" ۱۹۰۰ء میں شائع ہوئی ۲۔ جس کو بعد میں ترمیم واضافے کے بعد فرہنگِ آصفیہ کے مقدمے میں شامل کیا گیا۔ فرہنگِ آصفیہ کے مقدمے میں سید احمد دہلوی نے جو اردو کے آغاز کے متعلق اظہارِ خیال کیا ہے اس میں تضاد ہے۔ مثلاً وہ اردو کے آغاز کے متعلق لکھتے ہیں کہ برج بھاشا نے اردو کا نام اختیار کیا بعد میں اردو کو مخلوط زبان بھی کہتے ہیں۔ سید احمد دہلوی نے جو لسانی مسائل پر اظہارِ خیال کیا ہے وہ نئے نہیں ان کے خیالات سے اختلافات بھی کرسکتے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ انھیں لسانی مسائل کا شعور تھا۳۔

## ۵۔ مرزا سلطان احمد

مرزا سلطان احمد کی کتاب "زبان" (۱۹۱۶ء) میں لسانیات کے عمومی مسائل پر بحث کی گئی ہے ۴۔ ان کے خیال میں زبان سے مراد وہ الفاظ و کلمات جو کسی ملک یا قوم میں مستعمل ہوں اور بول چال میں کام آتے ہوں یہ کلمات معنی اور مفہوم رکھتے ہوں اور انسان کی زبان سے ادا ہوتے ہوں۔ الفاظ و کلمات اشارات و کنایات ہیں جو انسان کے منطق کی صلاحیت ہے جو اسے ودیعت کی گئی ہے۔ زبان عطیۂ الٰہی ہے جو ابتدا میں تمام دنیا میں ایک ہی تھی لیکن انسان کی نقل مکانی سے اس میں اختلافات رونما ہوئے اور یہ شاخوں میں تقسیم ہو گئی ۵۔ مرزا سلطان احمد نے عمل نطق کی نفسانی اور طبعی توضیح کی ہے۔ الفاظ اور معنی کے رشتے کی وضاحت لفظ کو ڈھانچے اور معنی کو روح قرار دے کر اور حرف، فقرہ، جملے اور عبارت کو اجزاءِ زبان قرار دیا ہے ۶۔ مرزا سلطان احمد نے اپنی کتاب "زبان" میں جو مباحث پیش کیے ہیں ان سے ان کے لسانی شعور کا علم ہوتا ہے اور ۱۹۱۶ء میں اردو میں لسانیات کے حوالے سے اس سے زیادہ توقع بھی نہیں کی جا سکتی۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ مرزا سلطان احمد نے زبان کے مسائل پر غور و فکر کیا ہے اور زبانوں کے مطالعے میں دل چسپی لی ہے۔ اور اردو لسانیات کی روایت میں کسی قدر اضافہ کیا ہے۔ ہندوستان میں قواعد نویسی کا آغاز ہندوستان میں آنے والے قواعد نویس جو اپنے مخصوص مذہبی، تجارتی اور سیاسی اغراض و مقاصد کے پیشِ نظر مقامی زبانیں سیکھیں جن میں اردو بھی شامل تھی ۷۔

"انشاء اللہ خاں انشاء کی "دریائے لطافت" سے اردو قواعد نویسی (ہندوستان کے اردو قواعد نویس) کا آغاز ہوتا ہے یہ فارسی زبان میں ۱۸۰۲ء میں لکھی گئی جس کا ۱۹۳۵ء میں پنڈت دتہ تریا کیفی نے اردو میں ترجمہ کیا۔ انشاء اللہ خان انشاء نے اپنی اس کتاب میں عوام و خواص کی زبان کو پیش نظر رکھا ہے۔ زبان کی صحت اور دخیل الفاظ پر بحث کی ہے۔ اردو کی مختلف بولیوں کی نشاندہی بھی کی ہے۔ اردو قواعد کی تدوین میں انھوں نے فارسی قواعد کی مثالوں کو سامنے رکھا ہے۔ لیکن اردو کی ساخت اور مزاج کو بھی پیشِ نظر رکھا ہے۔ مولوی احمد علی دہلوی کی قواعد "فیض کا چشمہ" ۱۸۴۵ء میں شائع ہوئی۔ جو اردو صرف و نحو پر ایک ابتدائی رسالہ ہے۔ امام بخش صہبائی کی اردو قواعد "رسالہ قواعد و صرف و نحو اردو" ۱۸۴۵ء میں شائع ہوئی۔ انیسویں صدی کے آخر میں قواعد پر بہت سی کتابیں اور رسالے لکھے گئے جن میں سے اکثر کا مقصد تدریسی تھا۔ اس دور میں انیسویں صدی میں اردو قواعد نویسی پر عربی و فارسی قواعد نویسی اور یورپین کی روایتی گرامر کی چھاپ نظر آتی ہے۔ اس دور کے اردو قواعد کو مولوی عبد الحق نے عربی و فارسی صرف و نحو کی پیروی قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری اس دور کے اردو قواعد کو علمی سے زیادہ عملی قرار دیتے ہیں اور اس کی وجہ یورپی گرامر نویسی کے اثرات ہیں۔ انیسوی صدی کے آغاز میں اردو قواعد کی کئی کتابیں شائع ہوئیں۔ مولوی محمد احسن کی کتاب قواعد اردو ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی۔ ۱۹۰۵ء میں "ہندوستانی گرامر" کے نام سے شیخ برکت علی کی کتاب شائع ہوئی۔ مولوی محمد فتح خان جالندھری کی مصباح القواعد ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب اس دور کے قواعد میں ممتاز ترین حیثیت رکھتی ہے۔ بقول ابو اللیث صدیقی عصرِ حاضر کے اکثر و بیشتر قواعد نویسوں نے فتح محمد جالندھری کی "مصباح القواعد" سے

استفادہ کیا ہے۔ ۱۹۱۴ء میں مولوی عبد الحق کی "قواعد اردو" شائع ہوئی جو اردو کی مستند اور معیاری علمی قواعد ہے۔ مولوی عبد الحق اردو زبان کی ساخت اور لسانی مزاج سے بخوبی واقف تھے اس لیے انھوں نے جدید مغربی اصولِ قواعد نویسی سے استفادہ کرتے ہوئے اردو کی اپنی ساخت اور خصوصیات سامنے رکھ کر قواعد اردو لکھی۔ ڈاکٹر غلام مصطفٰی خاں "قواعد اردو" کو مولوی عبد الحق کا ایسا کارنامہ قرار دیا ہے جس کی مماثل دوسری ہند آریائی زبانوں میں نہیں ملتے اور اس کا سبب یہ ہے کہ مولوی عبد الحق نے قواعد نویسی کے جدید اصول وضوابط کے مطابق اردو زبان کے مزاج کو سمجھتے ہوئے اردو کی قواعد مرتب کی۔ ۱۹۲۴ء میں "آئین اردو" شائع ہوئی جو مولوی زین العابدین کی تالیف ہے۔ مولف "آئین اردو" اردو کے مزاج شناس ہیں اور اصولِ قواعد نویسی سے بھی واقف ہیں۔ ۱۹۷۱ء میں "جامع القواعد" حصہ صرف ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی نے تالیف کیا ہے۔ وہ زبان کا وسیع مطالعہ اور زبان کے لسانی مزاج سے واقف ہیں۔ ۱۹۷۳ء میں "جامع القواعد" حصہ نحو ڈاکٹر غلام مصطفٰی خاں نے تالیف کیا۔ جامع القواعد مستند اور معیاری اردو قواعد ہے جو قواعد نویسی کی روایت میں نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔ قواعد نویسی کے جدید رجحان کی جھلک عصمت جاوید کی کتاب "نئی اردو قواعد" میں ملتی ہے یہ کتاب ۱۹۸۱ء میں انڈیا سے شائع ہوئی۔ ۱۹۸۵ء میں ڈاکٹر اقتدار حسین کی کتاب "اردو صرف و نحو منظر عام پر آتی ہے عصمت جاوید اور اقتدار حسین خاں نے جدید لسانی گرامر نویسی کے زیرِ اثر اردو کے قواعد تالیف کیے ہیں۔

ابتداء میں اردو دان طبقے کی لسانیات سے دل چسپی کم نظر آتی ہے لیکن بیسویں صدی کے نصف اول کے بعد زبان کے آغاز، تاریخ، تقابلی لسانیات، عمومی لسانیات، اشتقاقیات اور صوتیات جیسے موضوعات میں دل چسپی نظر آتی ہے۔ اردو دنیا میں زبانوں کا براہ راست مطالعہ کرنے کے بجائے زیادہ تر مستشرقین اور ہندو ماہر لسانیات سے استفادہ کیا۔ حافظ محمود شیرانی صاحب کی کتاب "پنجاب میں اردو" سن ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی۔ شیرانی صاحب اردو دنیا میں پہلی بار لسانی طرزِ استدلال استعمال کرتے ہوئے پنجابی اور اردو کے مماثل لسانی خصوصیات کا تقابل کر کے دونوں میں لسانی رشتوں کا تعین کیا ہے۔ پنجابی اور اردو کے لسانی مماثل کا یا اردو کے پنجابی پن کا ذکر سب سے پہلے "گریرسن" اور گراہم بیلی کر چکے تھے لیکن شیرانی صاحب نے اس کا حوالہ نہیں دیا۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور کی کتاب "ہندوستانی لسانیات" ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی۔ ڈاکٹر زور نے مغربی ماہرین لسانیات کی نگرانی میں پی۔ ایچ۔ ڈی کے لیے تحقیقی کام کیا تھا۔ انھوں نے یہ اعتراف کیا ہے کہ یورپ کے قیام کے دوران پروفیسر آر۔ ایل۔ ٹرنر اور ڈاکٹر گراہم بیلی کے مشوروں سے اردو اور پنجابی کے لسانی تعلق کو سمجھنے میں مدد ملی۔ ہندوستانی لسانیات میں ڈاکٹر زور نے گریرسن سے استفادہ کیا ہے۔ ڈاکٹر مسعود حسن خان اپنی کتاب "مقدمہ تاریخ زبانِ اردو" میں اردو پر کھڑی بولی اور ہریانی کے اثرات کی نشاندہی کرتے ہوئے اردو کے پنجابی پن کو ہریانی پن قرار دیا ہے۔ اور سند کے لیے جیولز بلاک کا حوالہ دیا ہے۔ "ڈاکٹر شوکت سبزواری اپنی کتاب "اردو زبان کا ارتقاء" میں اردو کے ارتقا کا سلسلہ پراکرت عہد کی بولی سے جوڑا ہے اور اردو اور پالی کے لسانی رشتوں کی نشاندہی کی ہے۔ ڈاکٹر سہیل بخاری اپنی کتاب "اردو کا روپ" اور عین الحق فرید کوٹی اپنی کتاب "اردو زبان کی قدیم تاریخ" میں اردو کو دراوڑی زبان قرار دیتے ہیں۔ ڈاکٹر مہر عبد الحق کی کتاب "ملتانی زبان اور اس کا اردو سے

تعلق" میں انھوں نے ملتانی اور اردو کے لسانی تعلق کی تحقیق کے سلسلے میں گریر سن سے استفادہ کیا ہے۔ ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی نے "اردو اور سندھی کے لسانی روابط" (۱۹۷۰ء) میں اردو اور سندھی کے لسانی تعلق پر تحقیق کی ہے۔ انھوں نے ڈاکٹر ارنیسٹ ٹرمپ، گریر سن اور جان بیمز سے استفادہ کیا ہے جس کے حوالے ان کی کتاب میں موجود ہیں۔ پروفیسر خلیل صدیقی نے اپنی کتاب "زبان کا مطالعہ" میں لسانیات کی اہمیت، لسانیات کے مسائل اس کے مختلف شعبے اور شاخیں، ان کا مختلف علوم سے تعلق اور لسانیات کی تاریخ میں اہم ماہرین لسانیات کے کارنامے اور نظریات و مباحث پیش کیے ہیں۔ خلیل صدیقی صاحب نے اپنی کتاب "زبان کا ارتقاء میں زبان کے آغاز کے مسائل اور اس حوالے سے پیش کیے گئے نظریات، لسانی تغیرات کی صورتیں اور ان کے اسباب میں لسانی ارتقاء اور اس کے مدارج کے مباحث پیش کیے ہیں۔ ڈاکٹر اقتدار حسین خان نے "لسانیات کے بنیادی اصول" (۱۹۸۵ء) میں لسانیات کے عمومی مسائلِ لسانیات کی مختلف شاخوں کا جائزہ لیا ہے۔ مرزا خلیل بیگ نے "زبان اسلوب اور اسلوبیات" میں لسانیات کے مباحث پیش کیے ہیں۔ اور "اردو کی لسانی تشکیل" میں اردو کے آغاز ارتقاء کے مباحث اور اردو صوتیات کے مسائل پر بحث کی ہے۔ ڈاکٹر نصیر احمد خان نے "اردو لسانیات" میں لسانیات کے عمومی مسائل اور اردو صوتیات کے مباحث پیش کیے ہیں۔ احمد دین نے اپنی کتاب "سرگزشتِ الفاظ" میں اشتقاقیات اور اردو الفاظ کے مباحث پیش کیے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں بہت سے رسائل و جرائد میں لسانیات کے موضوع پر مقالے لکھے گئے ہیں مگر براہ راست زبانوں کا مطالعہ نہیں کیا گیا جب مستشرقین نے یہاں کی زبانوں کا براہ راست مطالعہ کیا اور ان کی تقابلی گرامر، تقابلی لغات اور لسانی جائزے پیش کیے۔ اردو دنیا میں سنسکرت ادب اور لسانیات سے براہ راست استفادہ نہیں کیا گیا۔ اردو دان طبقے کا سنسکرت سے علمی و ادبی ناطہ ہی نہیں رہا، اردو کے شاعر، ادیب اور علماء ہمیشہ فارسی کے علمی و ادبی چشموں سے فیض یاب ہوتے رہے۔ اس لیے اردو لسانیات کی روایت بھی سنسکرت سے الگ تھلگ رہی۔ جب کہ مستشرقین نے سنسکرت پراکرتوں اور اپ بھرنشوں کے علمی و ادبی خزانوں سے بھرپور استفادہ کیا اور مغربی دنیا کو اس سے روشناس کیا۔ اردو کے ماہرینِ لسانیات مستشرقین کے ذریعے سنسکرت اور قدیم ہند آریائی زبانوں سے واقف ہوئے اور انھوں نے اس حد تک استفادہ کیا۔ اردو دنیا میں لسانیات میں دل چسپی کا فقدان نظر آتا ہے۔ اردو کے ماہرینِ لسانیات نے بھی لسانیات میں جزوی دل چسپی لی ہے اور اپنی علمی فکری سرگرمیوں میں اسے فنی حیثیت دی ہے۔ ان کا علمی و فکری سرگرمیوں کا مرکز و محور اردو ادب میں تخلیق و تنقید رہے ہیں"۔۸

## حوالہ جات:


۱۔ نعمت الحق، *اردو لسانیات کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ*، ملتان: بیکن ہاؤس، ۱۹۹۵ء، ص ۶۱۔۷۲۔

۲۔ عبد الحق، *قواعدِ اردو*، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۲۰۱۳ء، ص ۱۶۔

۳۔ شوکت سبزواری، *لسانی مسائل*، کراچی: مکتبہ اسلوب، ۱۹۶۲ء، ص ۲۱۔۲۲۔

۴۔ ابو اللیث صدیقی، *جامع القواعد (حصہ صرف)*، لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۴ء، ص ۱۸۰۔

۵۔ غلام مصطفیٰ خاں، *جامع القواعد (حصہ نحو) (طبع چہارم)*، لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۲۰۱۹ء، ص ۷۳۔

۶۔ نعمت الحق، محولہ بالا، ص ۴۷۔۸۵۔

۷۔ رؤف پاریکھ، اردو لسانیات کے بنیادی عناصر، کراچی: پرنٹ پوائنٹ، ۲۰۱۸ء، ص ۳۰۔

۸۔ نعمت الحق، محولہ بالا، ص ۴۷، ایضاً ص ۸۵۔۹۵۔

## کتابیات:


۱۔ ا **بوالليث صدیقی، ڈاکٹر**۔ *جامع القواعد (حصہ صرف)*، لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۴ء۔

۲۔ **پاریکھ، ڈاکٹر رؤف**۔ *اردو زبان وادب کے لسانی مباحث*، کراچی: انجمن ترقی اردو، س ن۔

۳۔ **عبدالحق، مولوی**۔ *قواعدِ اردو*، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۲۰۱۳ء۔

۴۔ **غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر**۔ *جامع القواعد (حصہ نحو)*، (طبعِ چہارم)، لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۲۰۱۹ء۔

۵۔ **شوکت سبزواری، ڈاکٹر**۔ *لسانی مسائل*، کراچی: مکتبہ اسلوب، ۱۹۶۲ء۔

۶۔ **نعمت الحق**۔ *اردو لسانیات کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ*، ملتان: بیکن ہاؤس، ۱۹۹۵ء۔


## Bibliography:


1. Naimat-ul-Haq, Urdu Lisaniyat ka Tehqeeqi aur Tanqeedi Jaiza, Multan: Beacon House, 1995.
2. Abdul Haq, Qawaid-e-Urdu, Karachi: Anjuman Taraqqi-e-Urdu, 2013.
3. Shaukat Sabzwari, Lisani Masail, Karachi: Maktaba Asloob, 1962.
4. Abu al-Lais Siddiqi, Jami‘ al-Qawaid (Hissa-e-Sarf), Lahore: Urdu Science Board, 2004.
5. Ghulam Mustafa Khan, Jami‘ al-Qawaid (Hissa-e-Nahw), 4th Edition, Lahore: Urdu Science Board, 2019.
6. Rauf Parekh, Urdu Zaban-o-Adab ke Lisani Mubahis (title assumed; referenced as “muhawala bala”), Karachi: Anjuman Taraqqi-e-Urdu, n.d.


☆☆☆☆☆